12103-کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے خلاف کی وصیت فرمائی تھی ؟

سوال

ان لوگوں کے بارہ میں کیا حکم ہے جن کا خیال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی ، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ان کے خلاف سازش کی تھی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

مسلمانوں میں سے کوئی بھی گروہ اس کا قائل نہیں صرف شیعہ ہی اس کے قائل ہیں ، حقیقتا یہ قول باطل ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث میں کوئی اصل نہیں ملتی ۔

بلکہ دلائل اس پر تو دلالت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہوں گے ، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام سے بھی یہی دلیل ملتی ہے ۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر صریح نص نہیں ملتی اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قطعی وصیت فرمائی لیکن کچھ ایسے حکم دیے جس سے اس کا استدلال ملتا ہے کہ وہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ۔

اور اس لیے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ نے اپنے بعد خلافت کے بارہ میں ان کے متعلق ہی ذکر کرتے ہوئے فرمایا

(مومن اور اللہ تعالی اس کا انکار کرتے ہیں سوائے ابو بکر کے) اسی لیے صحابہ کرام نے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کرلی اور اس اجماع کرلیا کہ ان میں سے سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں یہ ثابت اور موجود ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ کہا کرتے تھے :

(اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور ان کے بعد عمر رضی اللہ تعالی عنہ پھر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ) ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اقرار کیا اور انہیں اس پر کچھ نہیں کہا ۔

اور اسی طرح علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی تواتر کے ساتھ آثار مروی ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے :

(اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل اور بہتر شخص ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں) ۔

اور علی رضی اللہ تعالی عنہ یہ بھی کہا کرتے تھے :

(میرے پاس جو بھی اس لیے لایا گیا کہ اس نے مجھے ان دونوں پر فضیلت دی تو میں اسے افتراء کی حد لگاؤں گا)

تو اس سے ثابت ہوا کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ اس بات کا دعوی نہیں کرتے تھے کہ وہ اس امت میں سب سے افضل ہیں، اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خلافت کی وصیت ہی فرمائی ہے، اور نہ انہوں نے کبھی یہ کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ان پر ظلم کرتے ہوئے ان کا حق چھینا ہے۔

اور جب فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات ہوئی تو علی رضی اللہ تعالی عنہ نے دوسری دفعہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کی جو کہ پہلی بیعت کی تاکید تھی اور لوگوں کے اس اظہار کے لیے کہ وہ جماعت کے ساتھ ہیں، اور ان کے دل میں ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کے متعلق کچھ نہیں۔

اور جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خنجر کے وار سے زخمی کیا گیا تو انہوں نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ کی ایک مجلس شوری قائم کی جن میں علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے، تو علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر اس کا انکار نہیں کیا نہ تو ان کی زندگی میں اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد بھی اس کا انکار کیا۔

اور نہ ہی انہوں نے کبھی یہ کہا کہ وہ ان سب سے اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں تو اب لوگوں کے لیے یہ کس طرح جائز ہوا کہ وہ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہوئے یہ کہتے پھریں کہ انہوں نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔

اور پھر علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کبھی بھی اس کا دعوی نہیں کیا اور نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی نے ان کے لیے یہ دعوی کیا۔ بلکہ سب صحابہ کرام نے ابو بکر الصدیق، عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کے صحیح ہونے پر اجماع کیا اور اس کا اعتراف علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی کیا ہے، اور یہی نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ مل کر جہاد اور شوری میں ان کا تعاون بھی کرتے رہے۔

پھر صحابہ کرام کے بعد مسلمانوں نے بھی اسی چیز پر اجماع کیا جس پر صحابہ کرام کا اجماع تھا، تو اب نہ تو لوگوں میں سے کسی ایک اور یا پھر کسی گروہ اور فرقہ نہ تو شیعہ اور نہ دوسروں کے لیے یہ جائز کہ وہ یہ دعوی کریں کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کی وصیت کی گئی تھی، اور ان سے پہلے جس کی بھی خلافت تھی وہ باطل ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی یہ کہتا پھرے کہ صحابہ کرام نے علی رضی اللہ تعالی پر ظلم کیا اور ان کا حق چھینا، بلکہ یہ ابطل الباطل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارہ میں سوء ظن ہے جو کہ جائز نہیں اور پھر ان صحابہ کرام میں علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے امت محمدیہ کی تنزیہ اور اس کی حفاظت فرمائی ہے کہ یہ گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، اس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث وارد اور ثابت ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم رہے اور اس کی مدد کرتا رہے گا)۔

تو اس طرح یہ مستحیل ہے کہ امت محمدیہ کسی باطل پر اکٹھی ہو جائے اور پھر خاص کر اس دور میں جو کہ خیر القرون ہے جو کہ ابو بکر الصدیق، عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہم کا دور ہے اور پھر خاص کر وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس ہیں ان میں اس کا وقوع ہو۔

جو بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی یہ قول نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے، اور ایسے ہی جو اسلامی حکم کی تھوڑی سی بھی بصیرت رکھتا ہو اس سے بھی اس کا وقوع محال ہے۔.